اذانِ ثانی

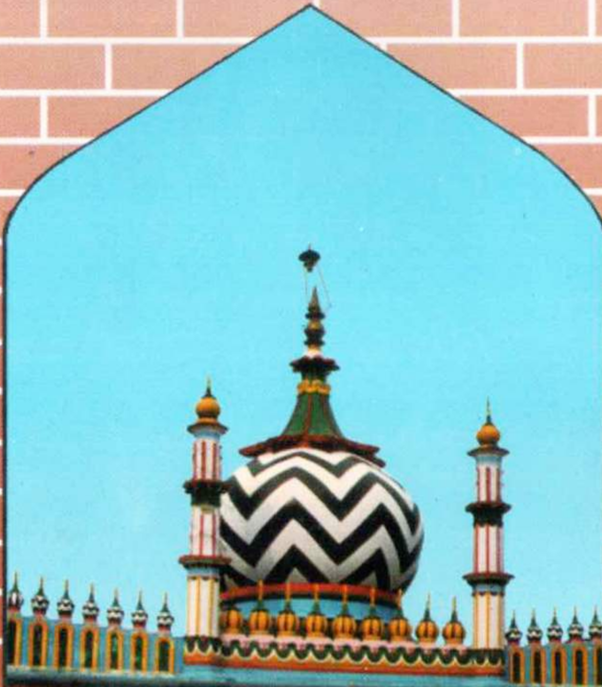

از: اعلیحضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ناشر: رضا اکیڈمی ممبئی

بحمدہ تبارک وتعالیٰ

یہ مبارک فتویٰ نافع تقویٰ دافع بلویٰ جس میں جمعہ کی اذان ثانی کے

خارج مسجد ہونے کا واضح وروشن بیان ہے

مسمّٰی باسم تاریخی

اوفی اللمعہ فی اذان یوم الجمعہ ۱۳۲۰ھ

مصنفہ

حضور پرنور مرشد برحق امام اہلسنت تاج الفحول الکاملین شیخ الاسلام والمسلمین

مجدد اعظم دین وملت سیدنا اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جسکی تقدیقات حاصل فرماکر

حضرت مولانا مولوی حافظ قاری علامہ ابوالمظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں صاحب قادری

برکاتی رضوی مجددی لکھنوی دام مجدھم العالی نے شائع کیا

تصنیف

اعلیحضرت امام اہلِ سُنت مجدد دین وملت

مولانا شاہ احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بفیض حضور مفتی اعظم علامہ شاہ حضرت محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ ممبئی ۳
فون: ۳۷۰۲۲۹۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مسئلہ از ملک بنگالہ موضع شاکوچیل ضلع سلہٹ۔ ڈاک خانہ جگنہ پور

مرسلہ مولوی ممتاز الدین صاحب ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۳۲ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اذان مسجد کے اندر دینا کیسا ہے جمعہ کی اذان ثانی خطیب کے منبر پر بیٹھنے کے بعد جو دی جاتی ہے آیا وہ اذان مسجد کے اندر خطیب کے سامنے کھڑا ہو کر کہے یا باہر مسجد کے اور بر تقدیر اول بلا کراہت جائز ہے یا نہیں بعض لوگ کہتے ہیں یہ بلا کراہت سب علما کے نزدیک جائز ہے اور سلف صالحین سے لیکر اس زمانے تک کل امصار و دیار میں اسی طریقۂ مسنون پر باتفاق علمائے کرام جاری و دائر ہے۔ شامی میں ہے کہ مؤذن اذان خطیب کے سامنے کہے۔ ہدایہ میں ہے منبر کے سامنے کہے۔ اور اسی پر علما کا عمل ہے اور رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھا مگر یہ اذان اور درمختار میں ہے خطیب کے سامنے کہے ان عبارات سے ہویدا ہوا کہ روبرو خطیب کے مسجد کے اندر کہے اور باہر مسجد یا صحن مسجد میں کھڑا ہو کر اذان کہنا خلاف کتب فقہ و سلف صالحین کا ہے انتہی اور بعض لوگ کہتے ہیں جمعے کی اذان ثانی مسجد کے اندر منبر کے سامنے کھڑے ہو کر مکروہ نہیں ہے۔ اگرچہ یہاں تک اطلاق بین بین یہ آتا ہے

سب جگہ درست ہے انتہی۔ ائیں کولنا قل صحیح ہے بلینوا توجروا

الجواب

ہمارے علما اکرام نے فتاوی قاضی خاں وفتاوی خلاصہ وفتح القدیر ونظم وشرح نقایہ برجندی وبحر الرائق وفتاوی ہندیہ وطحطاوی علی مراقی الفلاح وغیرہا میں تصریح فرمائی کہ مسجد میں اذان دینی مکروہ ہے فتاوی خانیہ میں ہے ینبغی ان یؤذن علی المئذنۃ او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد یعنی اذان منارے پر یا مسجد کے باہر چاہیے مسجد میں اذان نہ کہی جائے۔ بعینہ یہی عبارت فتاوی خلاصہ وفتاوی عالمگیریہ وغیرہا میں ہے فتح القدیر میں ہے الاقامۃ فی المسجد ولا بد واما الاذان فعلی المئذنۃ فان لم یکن ففی فناء المسجد وقالوا لا یؤذن فی المسجد یعنی تکبیر تو ضرور مسجد میں ہوگی۔ رہی اذان وہ منارے پر ہو منارہ نہو تو بیرون مسجد زمین متعلق مسجد میں ہو علما فرماتے ہیں مسجد میں اذان نہو۔ نیز خود باب الجمعۃ میں فرمایا ھو ذکر اللہ فی المسجد ای فی حدودہ لکراھۃ الاذان فی داخلہ وہ اللہ تعالی کا ذکر ہے مسجد میں یعنی حوالی مسجد کے اندر اس لیے کہ خود مسجد کے اندر اذان دینی مکروہ ہے۔ شرح مختصر الوقایہ للعلامۃ عبد العلی میں ہے فی ایراد المئذنۃ اشعار بان السنۃ فی الاذان ان یکون فی موضع عال بخلاف الاقامۃ فان السنۃ فیھا ان تکون فی الارض وایضا فیہ اشعار بانہ لا یؤذن فی المسجد فقد ذکر فی الخلاصۃ

انہ ینبغی الخ اھ باختصار یعنی صدر الشریعۃ قدس سرہ نے اذان کے لیے منارے کا جو ذکر فرمایا اسمیں تنبیہ ہے اسپر کہ اذان میں سنت یہ ہے کہ بلند جگہ پر ہو بخلاف تکبیر کہ اوسمیں سنت یہ ہے کہ زمین پر ہو۔ نیز اوسمیں تنبیہ ہے کہ اذان مسجد میں نہ دیجائے خلاصہ میں اس کی ممانعت کی تصریح ہے۔ بحر الرائق میں ہے فی القنیۃ یسن الاذان فی موضع عال والاقامۃ علی الارض وفی المغرب اختلاف المشائخ اھ والظاہر انہ یسن المکان العالی فی اذان المغرب ایضاً کما سیأتی وفی السراج الوھاج ینبغی ان یؤذن فی موضع یکون اسمع للجیران وفی الخلاصۃ ولا یؤذن فی المسجد اھ مختصراً یعنی قنیہ میں ہے کہ اذان بلندی پر اور تکبیر زمین میں ہونا سنت ہے اور مغرب کی اذان میں مشائخ کا اختلاف ہے کہ وہ بھی بلندی پر ہونا مسنون ہے یا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ مغرب میں بھی اذان بلندی پر ہونا سنت ہے اور سراج الوہاج میں ہے اذان وہاں ہونی چاہئے جہاں سے ہمسایوں کو خوب آواز پہونچے اور خلاصہ میں فرمایا کہ مسجد میں اذان دے اوسی میں بعد چند ورق کے ہے السنۃ ان یکون الاذان فی المنارۃ والاقامۃ فی المسجد سنت یہ ہے کہ اذان منارے پر ہو اور تکبیر مسجد میں۔ حاشیۂ طحطاویہ میں ہے یکرہ ان یؤذن فی المسجد کما فی القہستانی عن النظم فان لم یکن ثمہ مکان مرتفع للاذان یؤذن فی فناء المسجد کما فی الفتح یعنی مسجد میں اذان دینی مکروہ ہے جیساکہ قہستانی میں نظم سے منقول ہے تو اگر وہاں اذان کے لیے کوئی بلند مکان نہ بنا ہو تو مسجد کے آس پاس اوس کے متعلق زمین میں اذان دے جیساکہ فتح القدیر میں ہے۔

یہ تمام ارشادات صاف صاف مطلق بلا قید ہیں جنمیں جمعہ وغیرہا کسی کی تخصیص نہیں

مدعی تخصیص پر لازم کہ ایسے ہی کلمات صریحۂ معتمدہ میں اذان ثانی جمعہ کا استثنا دکھائے مگر ہرگز نہ دکھا سکیگا رہا لفظ بین یدی الامام یا بین یدی المنبر سے استدلال مذکور فی السوال وہ محض ناواقفی ہے ان عبارات کا حاصل صرف اسقدر کہ اذان ثانی خطیب کے سامنے منبر کے آگے امام کے مواجہہ میں ہو اس سے یہ کہاں سے نکلا کہ امام کی گود میں منبر کی گگر پر ہو جس سے داخل مسجد ہونا استنباط کیا جائے بین یدی سمت مقابل میں منتہاے جہت تک صادق ہے۔ جو وقت طلوع مواجہ مشرق یا ہنگام غروب مستقبل مغرب کھڑا ہو وہ ضرور کہیگا کہ آفتاب میرے سامنے ہے یا فارسی میں مہر روبروی من ست یا عربی میں الشمس بین یدی حالانکہ آفتاب اوس سے تین ہزار برس کی راہ سے زیادہ دور ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم اللہ سبحانہ وتعالٰی جانتا ہے جو کچھ اوس کے سامنے ہے یعنی آگے آنیوالا ہے اور جو کچھ اون کے پیچھے ہے یعنی گزر گیا۔ یہ ہرگز ماضی و مستقبل سے مخصوص نہیں بلکہ ازل تا ابد سب اوسمیں داخل ہے۔ یونہیں ملائکہ کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا قول کہ قرآن عظیم نے ذکر فرمایا لہ ما بین ایدینا وما خلفنا وما بین ذلک اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہمارے آگے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے تمام ماضی و مستقبل و حال سبکو شامل ہے ہاں ایسی جگہ عرفاً بنظر قرائن حالیہ ایک نوع قرب ہر شے کے لائق مستفاد ہوتا ہے نہ اتصال حقیقی کہ خواہی نخواہی وقوع فی المسجد پر دلیل ہو قال اللہ تعالٰی وھو الذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمتہ حتی اذا اقلت

سحابا ثقالا سقنٰہ لبلد میت فانزلنا بہ الماء الآیہ- اللہ ہے کہ بھیجتا ہے

ہوائیں خوشی کی خبر لاتی باران رحمت کے آگے یہانتک کہ جب انھوں نے او

بھارے بوجھل بادل ہمنے اوسے رواں کیا کسی مردہ شہر کی طرف تو اوتارا

اوس سے پانی بین یدی نے قرب مطر کی طرف اشعار فرمایا مگر یہ نہیں کہ

ہوائیں چلتے ہی پانی معًا اوترے بلکہ چلیں اور بادل اوٹھے اور بوجھل پڑے

اور کسی شہر کو چلے وہاں پہونچکر برسے وقال تعالیٰ- ان ہو الا نذیر لکم بین

یدی عذاب شدید ٥ محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے نہیں جیسا کہ اے

کافرو تم گمان کرتے ہو وہ تو نہیں مگر تمھیں ڈر سنانیوالے ایک سخت عذاب

کے آگے- آیت نے قرب قیامت کا اشارہ فرمایا نہ یہ کہ بعثت کے برابر ہی قیامت

ہے پھر اوسکا قرب اوسی کے لائق ہے. تیرہ سو تینتالیس ١٣٤٣ برس گزر گئے اور

منوز وقت باقی ہے پس جو اذان مسجد پر یا فنائے مسجد کی کسی زمین میں جہانتک حائل نہو

محاذات امام میں دیجائے اوسپر ضرور بین یدی یہ صادق ہے بلا شبہہ

کہا جائیگا کہ امام کے سامنے خطیب کے روبرو منبر کے آگے اذان ہوگی اور

اسیقدر ور کار ہے غالبًا خود مستدلین کو معلوم تھا کہ قریب مسجد بیرون

مسجد مواجہہ امام کو بھی بین یدیہ شامل ہے و لہذا روبرو خطیب کہنے کے

بعد ان لفظوں کی حاجت ہوئی کہ مسجد کے اندر مگر خاص یہی لفظ کہ اصل مدعا

تھے صرف اپنی طرف سے اضافہ ہوگئے، شامی و ہدایہ و در مختار وغیرہا میں

کہیں اسکی بو بھی نہیں، اب ہم ایک حدیث صحیح ذکر کریں جس سے اس

بین یدیہ کے معنی بھی آفتاب کی طرح روشن ہوجائیں اور اوس ادعائے

توارث کا حال بھی کھل جائے سنن ابی داود شریف میں بسند حسن مروی ہے
حدثنا النفیلی ثنا محمد بن سلمۃ عن محمد بن اسحٰق عن الزہری
عن السائب بن یزید رضی اللہ تعالٰی عنہ قال کان یؤذن بین
یدی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا جلس علی المنبر یوم
الجمعۃ علی باب المسجد وابی بکر وعمر یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
جب بروز جمعہ منبر پر تشریف فرما ہوتے تو حضور کے روبرو اذان مسجد کے دروازہ پر دی جاتی اور یونہی ابوبکر
صدیق وعمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما کے زمانے میں۔ اس حدیث جلیل نے واضح کر دیا کہ اس روبرو کے امام
پیش منبر کے کیا معنی ہیں اور یہ کہ زمانہ رسالت و خلفائے راشدین سے
کیا متوارث ہے۔ ہاں یہ کہیے کہ اب ہندوستان میں یہ اذان متصل
منبر کہیں شائع ہو رہی ہے مگر نص حدیث سے جدا تصریحات فقہ کے خلاف
کسی بات کا ہندیوں میں رواج ہو جانا کوئی حجت نہیں۔ ہندیوں میں ایک
یہی کیا اور وقت کی اذانیں بھی بہت لوگ مسجد میں دے لیتے ہیں حالانکہ
وہاں تو اون تصریحات ائمہ کے مقابل بین یدی وغیرہ کا بھی دھوکا نہیں۔
پھر ایسوں کا فعل کیا حجت ہو سکتا ہے۔ الحمد للہ یہاں اس سنت کریمہ کا احیاء رب
عزوجل نے اس فقیر کے ہاتھ پر کیا میرے یہاں مؤذنوں کو مسجد میں اذان
دینے سے ممانعت ہے۔ جمعہ کی اذان ثانی بحمد اللہ تعالٰی منبر کے سامنے دروازہ
مسجد پر ہوتی ہے جس طرح زمانہ اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی الہ وسلم وخلفائے راشدین رضی
اللہ تعالٰی عنہم میں ہوا کرتی تھی ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم
والحمد للہ رب العلمین بعض دیگر جن سے سائل نے دوسرا قول نقل کیا اگرچہ

اتنا سمجھے کہ بین یدی سے داخل مسجد ہونا اصلا مفہوم نہیں ہوتا مگر کتابوں پر نظر ہوتی تو خلاف تصریحات علما یہ ادعا نہوتا کہ مسجد کے اندر مکروہ نہیں سنہ ۱۳۰۲ھ ہجریہ میں فقیر بہ نیت خاکبوسی آستانہ علیہ حضرت سلطان الاولیا محبوب الٰہی نظام الحق والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بریلی سے شد الرحال کرکے حاضر بارگاہ غیاث پور شریف ہوا تھا دہلی کی ایک مسجد میں نماز کو جانا ہوا اذان کہنے والے نے مسجد میں اذان کہی فقیر نے حسب عادت کہ جو امر خلاف شرع مطہر پایا مسئلہ گزارش کردیا اگرچہ اون صاحب سے اصلا تعارف نہوا ان مؤذن صاحب سے بھی بہ نرمی کہا کہ مسجد میں اذان مکروہ ہے کہا کہاں لکھا ہے۔ میں نے قاضی خان۔ خلاصہ۔ عالمگیری۔ فتح القدیر کے نام لیے۔ کہا ہم اُن کی نہیں مانتے فقیر سمجھا کہ حضرت طائفہ غیر مقلدین سے ہیں۔ گزارش کی کہ آپ کیا کام کرتے ہیں معلوم ہوا کسی کچہری میں نوکر ہیں۔ فقیر نے کہا احکم الحاکمین جل جلالہ کا سچا حقیقی دربار تو ارفع واعلی ہے آپ انہیں کچہریوں میں روز دیکھتے ہونگے چپراسی مدعی مدعاعلیہ گواہوں کی حاضری کچہری کے کمرے کے اندر کھڑا ہو کر پکارتا ہے یا باہر۔ کہا باہر۔ کہا اگر اندر ہی چلانا شروع کرے تو بے ادب ٹھہریگا یا نہیں۔ بولے اب میں سمجھ گیا۔ غرض کتابوں کو نہ مانا جب اون کی سمجھ کے لائق کلام پیش کیا تسلیم کرلیا ع۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست الحمد للہ حق واضح ہوگیا (**قول**) وباللہ التوفیق یہاں وو نکتے اور قابل لحاظ و غور ہیں

اول۔ اگر بانی مسجد نے مسجد بناتے وقت تمام مسجدیت سے پہلے مسجد کے اندر اذان کیلیے منارہ خواہ کوئی محل مرتفع بنایا تو یہ جائز ہے اور داوتنا مگرا

اذان کے لیے جدا بنایا جائیگا اور مسجد میں اذان دینے کی کراہت یہاں عارض
نہوگی جیسے مسجد میں وضو کرنا اصلاً جائز نہیں مگر پہلے سے اگر کوئی محل معین بانی
نے وضو کے لیے بنوا دیا ہو تو اوس میں وضو جائز ہے کہ اوسقدر مستثنے قرار
پائیگا اشباہ میں ہے تکرہ المضمضة والوضوء فیہ الا ان یکون ثمہ
موضع اعد لذلک لا یصلی فیہ او فی اناء درمختار میں ہے یکرہ الوضوء
الا فیما اعد لذلک ردالمحتار میں ہے لان ماءہ مستقذر طبعًا فیجب تنزیہ
المسجد عنہ کما یجب تنزیہا عن المخاط والبلغم بدائع فقیر نے اوس پر تعلیق
کی ھذا التعلیل علی مذھب محمد المفتی بہ اما علی قول الامام من تنجیس
الماء المستعمل فظاھر ردالمحتار میں ہے قولہ الا فیما اعد لذلک انظر ھل
یشترط اعداد ذلک من الواقف ام لا فقیر نے اوس پر تعلیق کی اقول نعم وشئ
اخر فوق ذلک وھی ان یکون الاعداد قبل تمام المسجدیة فان بعد لا یس له
ولا لغیرہ تعریضہ للمستقذرات ولا فعل شئ یخل بحرمتہ اخذتہ
مما یاتی فی الوقف من مسئلة بناء الواقف فوق المسجد بیتا لسکنے الامام اسی
طرح اگر منارہ یا مئذنہ بیرون مسجد فنائے مسجد میں تھا بعدہ مسجد بڑھائی گئی اور زمین متعلق
مسجد مسجد میں لیلی کہ اب مئذنہ اندرون مسجد ہوگیا اسپر بھی اذان میں حرج نہوگا کہ یہ بھی
وہی صورت ہے کہ اس زمین کی مسجدیت سے پہلے اس میں یہ محل اذان کیلیے موضوع
ہوچکا تھا کما لا یخفی ہاں اگر داخل مسجد کوئی شخص اگرچہ خود بانی مسجد نیا مکان اذان
کے لیے مستثنے کرنا چاہے تو اُس کی اجازت نہونی چاہیئے کہ بعد تمامی مسجد کسیکو اوس سے
استثنا یا فعل مکروہ کیلیے بنا کا اختیار نہیں۔ درمختار میں ہے لو بنی فوقہ بیتا للامام

لا یضر لانہ من المصالح اما لو تمت المسجدیۃ ثم اراد البناء منع ولو قال عنیت ذلک لم یصدق تاتارخانیہ فاذا کان ھذا فی الواقف فکیف بغیرہ فیجب ھدمہ ولو علی جدار المسجد دوم متعلقات مسجد میں مسجد کے لیے اذان ہوئی کو عرف میں یوہیں تعبیر کرتے ہیں کہ فلاں مسجد میں اذان ہوئی مثلاً منارہ بیرون مسجد زمین خاص مسجد سے کئی گز کے فاصلے پر ہو اور اس پر اذان کہی جائے تو ہر شخص یہی کہیگا کہ مسجد میں اذان ہوگئی نماز کو چلو یوں کوئی نہیں کہتا کہ مسجد کے باہر اذان ہوئی نماز کو اٹھو یہ عرف عام شائع ہے جس سے کسی کو مجال انکار نہیں ولہذا امام محقق علی الاطلاق نے ھو ذکر اللہ فی المسجد کی وہ تفسیر فرمائی کہ ای فی حدودہ اور اس کی دلیل وہی ارشاد فرمائی کہ لکراھۃ الاذان فی داخلہ یہ نکتہ خوب یاد رکھنے کا ہے کہ کوئی سخن ناشناس نظائر حدیث مسلم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقفا ان من سنن الھدی الصلاۃ فی المسجد الذی یؤذن فیہ و امثال عبارت کرہ لہ خروج من لم یصل من مسجد اذن فیہ سے دھوکا نہ کھائے اور ارشاد حدیث ابن ماجہ عن امیر المؤمنین عثمن الغنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من ادرک الاذان فی المسجد ثم خرج لم یخرج لحاجتہ وھو لا یرید الرجعۃ فھو منافق سے دھوکا اور بھی ضعیف تر ہے فان فی المسجد ظرف الادراک دون الاذان ولہذا علامہ مناوی نے تیسیر میں اس حدیث کی یوں شرح فرمائی (من ادرک الاذان) وھو (فی المسجد) الخ بلکہ خود حدیث شرح حدیث کو بس ہے احمد بسند

صحیح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم اذا کنتم فی المسجد فنودی بالصلاۃ فلا یخرج احدکم
حتی یصلی بالجملہ جہاں ایسے الفاظ واقع ہوں او نھیں دونکتوں سے ایک پر
محمول ہیں اقول وبہ ینجلی ما فی الجلابی انہ یؤذن فی المسجد او ما فی
حکمہ لا فی البعید منہ اھ ای یؤذن فی حدود المسجد وفنائہ کما
فسر بہ الامام المحقق علی الاطلاق او فی نفس المسجد ان کان ثمہ
موضع اعد لہ من قبل او یؤذن فیما ہو فی حکمہ لقربہ منہ بحیث یعد
الاذان فیہ اذانا للمسجد کما فعل عثمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث
احدث الاذان الاول علی الزوراء دارٍ فی السوق ولا یؤذن للمسجد
فی البعید منہ فان المسجد اذا کان غربی البلد مثلاً واذن شرقیہ بل
اذن لمسجد حی اخر لا یعد ذلک اذانا لہ کما لا یخفی فلا استدراک
بکلام الجلابی علی کلام النظم کما زعم القہستانی وباللہ التوفیق وبما
قدمنا من تحقیق مفاد بین یدیہ وانہ یستدعی بقرینۃ الحال
قربا یناسب المقام لا الاتصال وضح بحمد اللہ ما قال القہستانی
تحت قول النقایۃ اذا جلس علی المنبر اذن ثانیا بین یدیہ ما نصہ
ای بین الجہتین المسامتین لیمین المنبر او الامام ویسارہ قریبا منہ
ووسطہما بالسکون فیشتمل ما اذا اذن فی زاویۃ قائمۃ او حادۃ او منفرجۃ
حادثۃ من خطین خارجین من ہاتین الجہتین اھ فلیس
القرب منکرا ولا بالاتصال مشعر اوانما اراد بہ اخراج البعد الذی

لایعد به الاذان اذانا فی ذلک المسجد کما ذکرنا فی کلام الجلابی
غرض عامۂ کتب معتمدہ مذہب کے خلاف اگر ایک آدھ غریب و نامتداول کتاب
میں کوئی تصریح بھی ہوتی عقلاً و عرفاً و شرعاً قابل قبول نہ ہوتی الا تری ان العلامۃ
الطحطاوی کیف اقتصر فی الحکم علی حکایۃ ما فی القہستانی عن النظم
ولم یعرج علی استدراکہ اصلا اعلما منہ ان الاستدراک مستدرک
لا ینبغی نقلاً نہ کوئی لفظ محتمل نا صریح صاف صاف لائق توجیہ و تصحیح
کما لا یخفی علی ذی عقل نجیح ھکذا ینبغی التحقیق واللہ سبحانہ ولی
التوفیق والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولٰنا
محمد والہ وصحبہ اجمعین آمین:۔
واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم وحکمہ عز شانہ
اجل واعظم

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری
عبد المصطفٰی احمد رضا خان

تصدیقات علمائے پیلی بھیت و کچھوچھہ شریف و لاہور و سیالکوٹ و گلاب پور و دہلی
شرائب ن دنی علما بریلی کا فتوی بلا ریب و تردد صحیح ہے اور موافق
کتب معتمدہ فقہ و حدیث شریف ہے بیشک اذان خطبہ جمعہ کا مسجد کے باہر ہونا مسنون

ہے اور فقہا نے تصریح فرمائی ہے کہ اندر مسجد کے مکروہ ہے فقیر قادری وصی احمد خادم حدیث در مدرستہ الحدیث پیلی بھیت

۲
اصاب من اجاب فقیر ابو المحمود احمد اشرف جیلانی عفی عنہ (کچھوچھا شریف)

۳
صاحب حجت قاہرہ مجدد ماتہ حاضرہ حضرت عالم اہلسنت دام فیضہٗ وکثرت احبابہ وکسرت اعدادہ کا فتویٰ بالیقین حق ہے اس حقیر فقیر سراپا تقصیر نے اسکو بالاستیعاب بنظر غور دیکھا ہے العبد الحقیر ابو سراج عبد الحق تلمیذ مولٰنا وبالفضل اولانا مولوی محمد وصی احمد محدث سورتی عم فیضہ العلی

۴
لقد اصاب المجیب واللہ سبحنہٗ تعالیٰ اعلم
عبدالحی قادری برکاتی بقلم خود امام جامع مسجد پیلی بھیت

۵
الجواب صحیح ابو المساکین محمد ضیاء الدین حنفی پیلی بھیتی غفر لہ ربہ

۶
بریلی شریف کا فتویٰ اوفی اللمعہ فی اذان یوم الجمعہ فقیر نے بحمد اللہ تعالیٰ خود مطالعہ کیا۔ اس نے میری آنکھوں کو نور دل کو سرور بخشا اور میں نے اسکو بالکل بجا و درست پایا۔ اس میں جو کچھ لکھا گیا واللہ ثم باللہ مطابق حکم جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ وسلم اور موافق شریعت غرا ہے۔ اور کیسے خلاف ہوتا کیونکہ وہ ایک عالم ربانی مجدد وقت کا فتویٰ ہے۔ ہاں البتہ اس نے ایک سنت مردہ کے احیاء کا ضرور سبق تعلیم فرمایا ہے جسکی تصدیق ہمارے علامہ ارشد حضرت مولٰنا وسیدنا مولوی وصی احمد صاحب قبلہ محدث سورتی نے فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سبکو اسپر عملدرآمد کی توفیق بخشے چنانچہ بحمد اللہ تعالیٰ اکثر جگہ اس کا رواج بھی ہو گیا ہے فقط
عبدالاحد حنفی قادری رضوی غفرلہ ساکن پیلی بھیت

بیشک امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ مولٰنا الحاج مفتی شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خان صاحب قبلہ فاضل بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ وعمت فیوضہم المقدسہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتوائے مبارکہ مسمی بنام تاریخی (اوفی اللمعہ فی اذان یوم الجمعہ بالکل حق وصحیح وصدقِ صریح ہے اوسپر عمل کرنے والا مصیب و مثاب ونجیح ہے۔ اوس کا مخالف برسر باطل قبیح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ وانا عبدہ الاثیم الفقیر محمد عبد الکریم اچتوڑی الحنفی النقشبندی المجددی غفرلہ ربہٗ (مفتی اعظم شہر اوجین علاقہ گوالیار)

۸ ھذا ھو الحق والحق احق بالقبول۔ الفقیر السید ابو محمد محمد دیدار علی الحنفی الرضوی الالوری عفی عنہ۔ محدث وامیر مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور۔

۹ الجواب صحیح۔ ابو المحمود محمد مسعود حنفی نقشبندی عفی عنہ (ساکن الٹر ضلع سیالکوٹ)

۱۰ الجواب صحیح وصواب۔ فقیر قادری ابو البرکات سید احمد قادری رضوی الوری غفرلہٗ

۱۱ حامدًا ومصلیًا ومسلما بیشک فتوائے مبارکہ مسمی باسم تاریخی اوفی اللمعہ فی اذان یوم الجمعۃ مصنفہ حضور پرنور سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد اعظم دین وملت تاج الفحول الکاملین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سراسر حق وصواب اور موافق سنت وکتاب ہے۔ مسلمانوں کو اسپر عمل کرنا چاہیے۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ توفیق بخشے آمین آمین فقیر محمد عبد الغنی سنی حنفی قادری غفرلہٗ (دلّی بازار۔ کان پور)

۱۲ رسالہ مبارکہ اوفی اللمعہ فی اذان یوم الجمعہ حق وصحیح ہے فقیر نثار احمد کانپوری عفی عنہ۔ (مفتی شہر آگرہ)

۱۳ یقیناً یہ مبارک فتوی صدق حق وصواب ہے۔ محمد عبد الغنی قادری اشرفی ہزاروی عفی عنہ ہمدر مدرس مدرسہ اہلسنت حنفیہ غنیہ۔ سیالکوٹ (پنجاب)

۱۴ حضور پر نور سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت عظیم البرکۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مبارک فتوی اوفی اللمعہ فی اذان یوم الجمعہ ۱۳۲۰ھ بالکل حق وصحیح ہے وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا وحبیبنا وشفیعنا ومولٰنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین فقیر فتح علی شاہ قادری برکاتی رضوی غفرلہٗ (ساکن کھروٹہ ضلع سیالکوٹ)

۱۵ الجواب ھو الصواب۔ محمد ظفر الدین قادری رضوی بہاری عفی عنہ

۱۶ الجواب صواب والمجیب مثاب فقیر محمد امانت رسول قادری نوری رامپوری حنفی عنہ

۱۷ الجواب صحیح۔ غلام جان قادری رضوی ہزاروی عفا اللہ عنہ۔

۱۸ الجواب ھو الصواب۔ فقیر احمد مختار صدیقی میرٹھی غفر اللہ لہٗ

۱۹ لقد اصاب من اجاب محمد نظام الدین حنفی وزیر آبادی غفر اللہ تعالیٰ لہ

۲۰ الجواب صحیح۔ حافظ محمد عبد المجید قادری اشرفی دہلوی عفی عنہ

۲۱ صح الجواب۔ بشیر حسن قادری برکاتی رضوی دہلوی عفی عنہ

۲۲ لاریب حضور پر نور سیدنا اعلیٰحضرت عظیم البرکۃ امام اہلسنت مجدد دین وملت حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مبارک فتوی اوفی اللمعہ فی اذان یوم الجمعہ حق وصحیح وصواب ہے فقط فقیر حقیر عبد الرضا غلام رسول قادری برکاتی رضوی مجددی بھاولپوری غفرلہ ربہ

۲۳ مجدد وقت حضور اعلیٰحضرت قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کا فتویٰ اوفی اللمعہ سراسر حق

وصواب ہے ۔عبدالنبی المختار محمد یار فریدی بہاولپوری عُفی عنہ ۔تمت